تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

محترم سید مولود احمد صاحب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ۔الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ۔لَـهُمُ الۡبُشۡرٰى فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ(یونس:63-65)

یعنی سنو کہ یقیناً اللہ کے دوست ہی ہیں جن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ تقویٰ پر عمل پیرا تھے۔اُن کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے سیرت **"محترم سید مولود احمد صاحب ابن محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب"**

سید مولود احمد صاحب 1947ء میں پیدا ہوئے۔آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدہ ام طاہر صاحبہؓ کے نواسے اور صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ اور سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے بیٹے اور سید محمود اللہ شاہ صاحب کے پوتے تھے جو کہ سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کے بیٹے تھے۔آپ کے پڑدادا سید عبدالستار شاہ صاحب کے بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ایک روایت بیان کی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ نے آپؓ کو خود بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ بہت زیادہ بیمار ہو گئے اور یہ اُس زمانے کی بات ہے جب وہ حضورؑ کے مکان میں رہتے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بکروں کا صدقہ دیا۔ڈاکٹر صاحبؓ کہتے ہیں کہ مَیں بھی وہاں موجود تھا۔مَیں رات کو حضرت خلیفہ اوّلؓ کے پاس رہا اور دوا پلاتا رہا۔صبح جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت خلیفہ اوّلؓ نے عرض کیا کہ حضور!ڈاکٹر صاحب ساری رات میرے پاس بیدار رہے اور دوا وغیرہ اہتمام سے پلاتے رہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بات پر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ

ہم کو بھی ان پر رشک آتا ہے۔یہ بہشتی کنبہ ہے

اور یہ الفاظ چند بار حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائے۔حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحبؓ کے بارے میں بار بار فرمائے۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1 حصہ سوم صفحہ 545 روایت نمبر 563)

سامعین! اس طرح سید مولود احمد صاحب کا بھی تعلق اِسی بہشتی کنبہ سے بنتا ہے۔

سید مولود صاحب نے اپنی ابتدائی تعلیم ربوہ سے حاصل کی وہیں سے میٹرک کیا اور پھر ربوہ سے ہی ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا۔پھر لاہور میں انجنیئرنگ یونیورسٹی کالج میں داخلہ لیا اور وہاں سے مکینیکل انجنیئرنگ میں ڈگری حاصل کی۔

ایک مرتبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں باہر سفر پہ گئے تو آپ کے لیے ایک کھلونا تحفہ لائے جس کو آپ نے کھول کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔حضرت مصلح موعودؓ نے کہا کہ مَیں نے تمہیں تحفہ دیا ہے۔تم نے اس کے ٹکڑے کر دیے ہیں؟ تو کہنے لگے کہ مَیں ابھی جوڑ دیتا ہوں اور پھر اِس کو حضرت مصلح موعودؓ کے سامنے جوڑ بھی دیا۔تو حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کی والدہ کو کہا کہ اس کو انجنیئر بنانا۔حضرت مصلح موعودؓ کی یہ بات بھی پوری ہوئی۔بعد میں آپ واقعی ایک قابل انجنیئر بنے۔پاکستان میں بھی مختلف کمپنیوں میں کام کیا۔پھر چند سال نائیجیریا میں بھی ایک کمپنی میں بطور انجنیئر کام کیا۔

ابھی جب آپ چھوٹے بچے ہی تھے اُس وقت کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہوں گا جو کہ حضرت مصلح موعودؓ کے اندازِ تربیت کو بھی بیان کرتا ہے۔ایک مرتبہ حضرت مصلح موعودؓ اپنے فارم جو سندھ میں تھا وہاں زمینوں پر گئے ہوئے تھے۔سید مولود احمد صاحب بھی ان دنوں میں وہاں گئے ہوئے تھے تو آپ بھی اپنے والد کے ہمراہ حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ ہی زمینوں کا جائزہ لے رہے تھے۔اس وقت غالباً آموں کے پھل کا سیزن تھا اور ٹھیکیدار نے باغ میں پھل توڑ کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔باغ کا جو

ٹھیکہ ہے وہ دے دیا جاتا ہے، بیچ دیا جاتا ہے اور پھر وہ پھل ٹھیکیدار کا ہوتا ہے۔ کچھ جنس اس میں سے مالک کے لیے لی جاتی ہے لیکن بہر حال اس نے اپنا پھل توڑ کے رکھا ہوا تھا۔ آپ ابھی بچے ہی تھے آپ نے اس میں سے ایک آم اٹھالیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے کہا کہ واپس رکھ کے آؤ۔ یہ اب تمہاری ملکیت نہیں۔ یہ ٹھیکیدار کی ملکیت ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہہ سکتے تھے کہ کوئی بات ہمیں جو جنس ملتی ہے اُس میں سے نکال دیں گے لیکن آپ نے اس طرح اپنے نواسے کی تربیت کی کہ نہیں! کسی کے مال میں سے کوئی چیز نہیں اٹھانی۔

آپ کا نکاح 25 نومبر 1977ء کو ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب کی بیٹی محترمہ لبنیٰ شاہوار صاحبہ کے ساتھ ہوا۔ آپ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا تھا اور اس موقع پر آپؒ نے جو خطبہ نکاح فرمایا وہ ہمارے آج کے شادی کرنے والے جوڑوں کے لیے بھی قابلِ غور ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ

”ازدواجی رشتے درخت کے پیوند کی مانند ہوتے ہیں جنہیں شروع میں بڑا سنبھال کے رکھنا پڑتا ہے۔ قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق اس پیوند کو قولِ سدید کے دھاگوں سے باندھنا پڑتا ہے تب جا کر اس کی حفاظت ہوتی ہے اور اس کی ذمہ داری نہ صرف ہر دو میاں اور بیوی پر، بلکہ ان کے خاندانوں پر، ان کے ماحول پر اور ان کے دوستوں پر بھی عائد ہوتی ہے کیونکہ بہت سی خرابیاں بدظنیوں کے نتیجہ میں یا چغلیوں کے نتیجہ میں یا بے صبری کے نتیجہ میں یا طیش کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان سب کو روکنے کے لیے قولِ سدید ایک بہت ہی مضبوط دھاگہ ہے۔“

(خطباتِ ناصر جلد 10 صفحہ 656)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹی مکرمہ سیدہ ماریہ صاحبہ اہلیہ مکرم میر علی احمد صاحب اور بیٹے مکرم سید سعود احمد صاحب سے نوازا۔ جو اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے آج کل ربوہ میں واقفِ زندگی کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد شروع سے ہی نمازوں کے پابند، فجر کی نماز کے بعد تلاوت کرنے والے بلکہ مجھے پتہ ہے تہجد گزار بھی تھے۔ ان کی تلاوت بھی بڑی اچھی آواز میں تھی۔ رات کو سونے سے پہلے ہمیں پرانے بزرگوں کے قصّے اور واقعات سناتے تھے۔ چندوں میں باقاعدہ تھے اور ہمیں بھی چندوں میں باقاعدہ رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ جیب خرچ بھی دیتے تو کہتے پہلے چندہ دے کے آؤ۔ عیدی ملتی تو اس میں بھی کہتے چندہ دیا کرو۔ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ فائل بنائی ہوئی تھی۔ اسی طرح جب بچوں کی بھی وصیت کروائی تو ان کی بھی فائل بنائی۔ اپنا ریکارڈ بھی رکھا اور ہر چندہ خود clear کرتے تھے۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ شوال کے روزے بھی رکھنے والے تھے۔ قرآن کریم کے دو دَور مکمل کرتے اور تیسرے دَور کو رمضان میں ختم کرنے کی کوشش کرتے۔

بڑے کھرے انسان تھے۔ بہت شفاف طبیعت کے مالک، سیدھے، صاف گو تھے۔ بہت ملنسار تھے۔ کسی سے پرانا تعلق ہو تا یا نیا، خود رابطہ رکھتے اور کسی نہ کسی بہانے حال پوچھتے رہتے۔ چھوٹا ہو یا بڑا سب سے حسنِ سلوک سے پیش آتے۔ اپنے دل میں کبھی کسی کے بارے میں کینہ نہیں رکھا۔ تعصّب نہیں تھا۔ کوئی جتنی مرضی زیادتی کر جاتا لیکن آپ ہمیشہ حُسنِ خلق سے پیش آتے تھے۔ اگر کوئی بڑی زیادتی کر جاتا تو خود جا کر اس سے تعلق بناتے یعنی تعلقات کو نبھانے والے انسان تھے۔

آپ کی بیٹی محترمہ ماریہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ قرآن کریم اور روحانی خزائن اور ملفوظات کا مسلسل مطالعہ رکھتے تھے۔ دینی اور دنیاوی اعتبار سے جب بھی ہم کوئی مسئلہ پوچھتے تو اچھا حل بتاتے تھے۔ دعاؤں کی طرف توجہ کرنے کی تلقین کرتے اور بس یہی کہتے کہ تم دعا کرو اور پھر معاملہ اللہ پہ چھوڑ دو۔ آپ کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ غمی یا خوشی کا موقع ہو ہمیشہ یہ مبارکباد دینے میں پہل کرنے والے تھے۔ اگر مریض ہو تو عیادت کرنے میں سب سے پہلے آتے تھے۔

سامعین! آپ 1965ء میں وصیت کے نظام میں شامل ہوئے۔ مورخہ 15 جنوری 2024ء کو آپ کی وفات 77 سال کی عمر میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

19 جنوری 2024ء کو خطبہ جمعہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ آپ کی وفات کے بعد حضور انور سے مختلف لوگوں نے جو آپ کی خوبیاں بیان کیں اُن کے متعلق اور آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

”مَیں نے بھی دیکھا ہے کہ حقیقت میں یہ خوبیاں ان میں موجود تھیں۔ میرا بھی یہی مشاہدہ ہے اور بہت سے تعزیت کرنے والے لوگوں نے بھی جو ان سے واقف تھے، یہ لکھا ہے کہ واقعی یہ خوبیاں ان میں موجود تھیں..... اسی طرح مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ تفسیر کبیر جو ہے اس کا بھی مطالعہ تھا اور بڑا گہرا علم تھا۔ لوگوں میں بیٹھ کے اپنے علم کو ظاہر نہیں کرتے تھے لیکن اگر کوئی پوچھے، کہیں بات ہو، مسئلہ ہو، تو بڑے اچھے حوالے دیتے تھے۔ اَوروں نے بھی مجھے یہ لکھا ہے۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”حنیف محمود صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ یہ لکھتے ہیں: اسلام آباد سے ان سے تعارف ہوا۔ سادہ، سفید پوش، خاموش طبع ،درویش اور فرشتہ صفت انسان تھے اور واقفین زندگی، خاص طور پر مربیان کرام کا بہت احترام کرتے تھے۔ ربوہ آئے تو یہاں بھی اس تعلق کو نبھایا جو اسلام آباد سے قائم ہوا تھا۔ اکثر تلاش کر کے مسجد میں ملتے تھے اور کہتے ہیں جب بھی ان کو دعا کے لیے کہو تو دعا کے بعد اس کا حال احوال بھی پوچھا کرتے تھے کہ پھر کیا بنا؟

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی بیوی بچوں کی حفاظت کرے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔“(آمین)

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری ”جنت کا باب“ جانے دے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡